زواج مسیار کے متعلق فقہائے کرام کے آراء کا تقابلی جائزہ

A Comparative Overview of Jurists' Opinions on Zawāj al-Misyār

حافظ محمد ابراہیم *

محمد طاہر **

Abstract

Zawāj or Nikāḥ al-misyār is defined as a marriage contract between a Muslim man and a woman, in which the woman willingly waives some of the rights she would have in a normal traditional marriage, such as dowry, feeding, in-house presence etc. Misyār marriage is often kept secret and not displayed publicly. Most misyār brides don't change their residences but pursue marriage on a visitation basis. Religious scholars (Jurists) have different opinions about this kind of marriage. Most of them are of the view that since conditions, including the presence of guardians and witnesses, are in place within their framework, it is therefore legal, while some others declare it as illicit. They opine that Misyār marriages are merely for a man's pleasure, avoiding any responsibilities that come with real marriage. The fact that misyār marriages are done in secret ought to give people a clue that there is something seriously and morally wrong with this type of arrangement. Misyār marriage sometimes takes place when, for example, there are many women who, as they get older, find it increasingly difficult to marry. She therefore considers that marrying a husband under misyār terms is better than remaining unmarried forever. This paper presents a critical review of arguments of both the parties and affirms the validity of misyār marriage.

Keywords: Misyār marriage, Causes of misyār marriage, Rights of spouse in misyār marriage, views of Jurists on misyār marriage

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے بقائے نسل انسانی کے لیے نکاح کا ایک پاکیزہ راستہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسا عقد ہے جو زوجین کے مابین ارکان عقد (ایجاب و قبول) اور ضروری شروط کے ساتھ طے ہوتا ہے [1] جس کے نتیجے میں میاں بیوی نفسانی خواہشات کی تکمیل مشروع طریقے سے کرتے ہیں۔ یہ ایک نعمت الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ بطور امتنان اس کا ذکر فرمایا ہے:

"وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا"[2]

"اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے (انسان) کو پانی سے پیدا کیا۔ پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا"۔

یہ انبیا کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔

"وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً "[3]

---

* پی ایچ۔ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

** پی ایچ۔ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

"اور بہ تحقیق آپ ﷺ سے قبل ہم نے پیغمبر بھیجے۔ اور اُن کے لیے بیویاں اور بچے بھی رکھے۔"

اس کے ذریعے انسان تسکین اور باہمی محبت حاصل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"[4]

"اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے (میاں بیوی کے) درمیان محبت و ہمدردی پیدا کی"۔

زوجین کے درمیان انس و محبت کی وجہ سے مضبوط خاندانی نظام قائم ہو جاتا ہے اور یہی خاندان ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی اساسی اور بنیادی اکائی ہے۔ نکاح کے ذریعے مرد و عورت عفت اور پاکدامنی کے مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ"[5]

"یہ (عورتیں) تمہارے لیے (بمنزلۂ) لباس ہیں اور تم اُن کے لیے (بمنزلۂ) لباس ہو"۔

زوجین کو ایک دوسرے کا لباس مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر کہا گیا ہے:

1. چونکہ لباس بدن سے متصل اور بہت قریب ہوتا ہے اسی وجہ سے زوجین کو بھی ایک دوسرے کا لباس کہا گیا کہ وہ بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں۔
2. لباس کی وجہ سے بدن کو تسکین و فرحت ملتی ہے اس لیے زوجین کو بھی ایک دوسرے کے لیے فرحت اور تسکین کی وجہ سے لباس کہا گیا۔
3. لباس سے ظاہری جسم کی خوب صورتی میں نکھار آجاتا ہے اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کی زینت بڑھانے کا سبب ہوتے ہیں۔
4. لباس کا اولین مقصد پردہ ہے اسی لحاظ سے زوجین کو لباس کہا گیا کہ وہ بھی ایک دوسرے کے لیے پردہ ہیں۔ نکاح کے پردے میں میاں بیوی محفوظ رہ کر عفت و پاک دامنی کی زندگی بسر کرتے ہیں[6]۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"يا معشر الشباب، من استطاع الباءة فليتزوج، فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء "[7]

"اے نوجوانوں کے گروہ! (تم میں سے) جو کوئی نکاح کی (مشقت کی) طاقت رکھ سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہوں کو جھکانے والا اور دامنِ عفت کو محفوظ کرنے والا ہے۔ اور جو طاقت نہیں رکھتا تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے (کیونکہ) یہ شہوت کو قابو کرنے والی چیز ہے"

عقد نکاح کے ہوتے ہی زوجین کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں جن کی پاسداری ضروری ہے۔

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[8]

''اور ان بیویوں کے بھی (شوہروں پر ویسے ہی کچھ) حقوق ہیں جیسے (شوہروں کے) بیویوں پر ہیں۔ دستور شرعی کے موافق''

اسلام نے نکاح کے لیے جو اصول مقرر کیے ہیں وہ نہایت سادہ اور آسان ہیں اور اس کو مزید آسان بنانے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ معاشرہ جنسی بے راہ روی سے بچ کر پاک وصاف رہ جائے لیکن خود ساختہ رسومات کی وجہ سے عقد نکاح مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا ہے جن کی وجہ سے ایک طرف کئی پیچیدہ معاشرتی مسائل جنم لیتے ہیں اور دوسری طرف جدید قسم کے شرعی اور غیر شرعی نکاح بھی میدان میں آگئے ہیں۔ ان اقسام میں "نکاح مسیار" بھی ایک ہے جو عصر حاضر میں تیزی سے فروغ پارہا ہے۔ چونکہ نکاح مسیار کے متعلق فقہاء مختلف آراء و نظریات رکھتے ہیں۔ اس لئے زیر نظر مقالے میں ان کے آرا کا تقابلی جائزہ لے کر ان کے دلائل کا علمی محاکمہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اس کے متعلق حکم شرعی واضح طور پر سامنے آسکے۔

مسیار کے لغوی و اصطلاحی معنی:

مسیار۔ سار یسیر سیر اور مسیر اً سے مأخوذ ہے، بمعنی سفر کرنا، جانا، چلنا پھرنا[9]۔ بعض لوگوں نے اس کو ایک عامی کلمہ سمجھ کر "یسر "یعنی آسانی سے مشتق گردانا ہے۔ پس لغوی معنی کے حساب سے یہ مسافروں کی نکاح یا آسانی کی نکاح بنتا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں زواج مسیار ایک ایسا عقد ہے جس میں نکاح کے ارکان (ایجاب و قبول) اور شروط تو موجود ہوں تاہم عورت اپنی مرضی سے اپنے کچھ حقوق جیسے رہائش کا انتظام، نان نفقہ اور نوبت (پہلے سے موجود بیوی یا بیویوں کی صورت میں مساوی وقت دینے کا حق) وغیرہ سے دستبردار ہوتی ہے[10]۔ اس نکاح میں عورت کی رخصتی نہیں ہوتی بلکہ وہ باپ کے گھر ہی میں رہائش پذیر ہوتی ہے اور مرد وہاں اس سے ملنے کے لیے آتا ہے[11]۔ اسی سے مسیار کی لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت بھی معلوم ہوتا ہے۔ یہ سعودی عرب کے علاوہ دیگر خلیجی ممالک جیسے اردن، مصر، شام، تیونس اور مراکش میں تیزی سے رواج پاچکا ہے۔[12]۔

زواج مسیار کے اسباب:

زواج مسیار کے کئی اسباب ہیں: شریعت اسلامی نے جہاں ازدواجی نظام کے نہایت آسان اور سادہ اصول وضع کیے ہیں وہاں اکثر معاشرے ایسے سخت قسم کے رسومات میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے صحیح طریقے سے شادیاں وقوع پذیر نہیں ہوتیں اور لڑکے لڑکیوں کی شادی کا مناسب عمر ڈھل جاتا ہے۔ پھر شادی رچانے کے لیے انہیں اپنے کئی حقوق سے دستبردار بھی ہونا پڑتا ہے۔ ان رسومات میں اپنے ہی خاندان میں رشتہ طے کرنے کا التزام، غیر معمولی جہیز اور بھاری مہر کا مطالبہ ہے۔ ذیل میں ان اسباب کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

زاوج مسیار کے اسباب جو لڑکی کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں:

ا۔ لڑکی کا باپ کے گھر میں دیر تک بن بیاہے بیٹھے رہنا۔

بعض اوقات لڑکیاں والدین کے گھروں میں جوانی کی عمر بغیر شادی کے گذارتی ہیں اور پھر جب بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ جاتی ہیں تو عزلت اور تنہائی سے بچنے کے لیے زواج مسیار پر آمادہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح طلاق یافتہ اور بیوہ عورتیں بھی تنہائی سے بچنے کے لیے اپنے بعض حقوق تک چھوڑ کر شادی کر لیتی ہیں۔

۲۔ پہلی بیوی کا شوہر پر دوسری شادی نہ کرنے کی پابندی۔

پہلی بیوی اکثر و بیشتر تعدد ازواج سے سخت نفرت کرتی ہے اور شوہر اس کا مقتضی ہوتا ہے ایسے میں اس کے لیے زواج مسیار کی صورت میں آسان راستہ مل جاتا ہے۔

۳۔ عورت کا اپنا گھر نہ چھوڑنا۔

بعض عورتیں ضعیف العمر والدین کی خدمت کی وجہ سے یا پہلے سے موجود بچوں کی تربیت میں ہمہ تن مشغولیت کی وجہ سے والدین یا اپنا گھر نہیں چھوڑنا چاہتیں تو زواج مسیار کر کے اپنی رہائش اور نوبت کے حق سے دستبرداری پر آمادہ ہوتی ہیں۔

وہ اسباب جو مرد کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں:

ا۔ دوسری شادی کے لیے فطری حاجت:

اللہ تعالیٰ نے مرد کو بہ یک وقت چار بیویاں اپنے عقد نکاح میں رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اسی اجازت کے پیش نظر بعض مرد ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ اگر وہ دوسری شادی کر لے تو پہلی بیوی کی طرف سے کئی گھریلو مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ایسے میں وہ مجبوراً زواج مسیار کا رُخ کر لیتے ہیں۔

۲۔ مردوں کا بیویوں سے زیادہ قربت کی طلب:

بعض مرد بیویوں کی قربت کے زیادہ طلب گار ہوتے ہیں حالانکہ اُن کی بیویاں یا تو ادھیڑ عمر کی ہوتی ہیں یا وہ اپنے اولاد کی تربیت میں مشغول رہتی ہیں اسی وجہ سے وہ اپنے شوہروں سے بے رغبت ہوتی ہیں۔ اس لیے شوہر بھی اُن سے بے رغبت ہو جاتے ہیں اور مسیار کرتے ہیں۔

۳۔ دوسری شادی کے اظہار و اعلان کا خوف:

بعض مرد اس بات سے خائف ہوتے ہیں کہ اگر اُن کی دوسری شادی کا برملا اعلان و اظہار ہو جائے تو اس کے گھر میں موجود پہلی بیوی کی طرف سے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ اس خوف کی وجہ سے وہ زواج مسیار کرتے ہیں۔

۴۔ کسی مالدار خاتون کے دولت کی لالچ:

بعض مرد کسی مالدار خاتون کے دولت کی لالچ میں بھی زواج مسیار کرتے ہیں۔ بعض عورتیں بھی اپنی خاندانی وجاہت اور مال و دولت کی بقا کی خاطر ایسی شادی کرنے پہ راضی ہو جاتی ہیں اور اپنے حقوق سے دست بردار ہونے پہ آمادگی ظاہر کرتی ہیں۔

وہ اسباب جو معاشرے کی طرف سے ہوتے ہیں:

ا۔ بھاری مہروں اور جہیز کا مطالبہ:

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں نکاح کے معاملے میں نہایت سادگی، اختصار اور آسانی کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی نکاحوں کو بہت اچھے الفاظ میں سراہا ہے جن میں مہر اور خرچ کم سے کم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤونة"[13]

"سب سے زیادہ برکت والی نکاح وہ ہے جس میں مشقت (مہر) کم ہو"۔

لیکن اکثر معاشروں میں یہ رسم موجود ہے کہ وہ نکاح میں آسانی پیدا نہیں کرتے بلکہ بھاری بھر کم مہر اور غیر معمولی جہیز کا مطالبہ کر کے اس کو مشکل سے مشکل تر بناتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں کئی لڑکیوں، بیوہ گان، اور طلاق یافتہ عورتوں کی شادیاں نہیں ہو پاتیں حالانکہ وہ نکاح کے خواہش مند بھی ہوتی ہیں۔ انہی حالات میں زواج مسیار کی طرف مجبوراً پیش قدمی کی جاتی ہے۔

۲۔ تعدد ازواج پر طعن:

شریعت نے مرد کو ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ"[14]

"جو عورتیں تمہیں پسند ہیں اُن سے نکاح کرو، دو دو، تین تین یا چار چار"۔

لیکن بعض معاشروں میں اب بھی یہ عیب ہے کہ مرد اگر دوسری شادی کا نام لے تو اس کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے اور اسے عورتوں کی طرف رغبت رکھنے والا اور شہوت پرست وغیرہ کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ شریعت کی طرف سے اجازت مل جانے کے بعد دوسری شادی کرنے والے کو کسی صورت میں ملامت کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر بیویوں کے درمیان عدل قائم نہ کرے تو اس پر اس کو ملامت کرنا جائز ہے۔ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

"فلو له أربع وألف سُرِّيَّة ، وأراد شراء أخرى فلامه رجل خيف عليه الكفر، ولو أراد – أي التعدد – فقالت امرأته: أقتل نفسي لا يمتنع لأنه مشروع"[15]

"اگر ایک شخص کی ایک ہزار چار لونڈیاں ہوں اور وہ ایک اور لونڈی خریدنا چاہے تو اسے اگر کوئی ملامت کرے تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ اگر ایک آدمی دوسری شادی کرنا چاہے تو اس کی بیوی اپنے آپ کو مار ڈالنے کی دھمکی دے تب بھی اسے (دوسری شادی کرنے سے) نہیں روکنا چاہیے کیونکہ یہ شرعاً جائز ہے"۔

زواج مسیار کے متعلق فقہا کرام کے آراء کا تقابلی کا جائزہ:

شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، علامہ یوسف قرضاوی، شیخ وہبہ الزحیلی، سید طنطاوی اور شیخ سعود الشریم امام الحرم اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، جب کہ فؤاد شاکر، شیخ ناصر الدین البانی اور علی قرۃ داغی وغیرہ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ ذیل میں دونوں طبقوں کے دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

قائلین اباحت کے دلائل:

جو علماء نکاح مسیار کو جائز قرار دیتے ہیں اُن کے دلائل یہ ہیں۔

قرآن کریم سے دلائل:

- نکاح کے باب میں کسی مرد پر عورت کی طرف سے پہلا حق مہر ہے۔ جس کا دینا مرد پر ہر صورت لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"

"وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا"[16]

"اور بیویوں کو اُن کے مہر خوشی سے دو۔ پس اگر وہ خوش دلی کے ساتھ اس (مہر) میں سے کچھ حصہ بخش دے تو اسے رچتا بچتا (یعنی مزے دار اور خوش گوار سمجھ کر) کھاؤ"۔

اسی آیت میں عورت اپنے حق مہر میں سے بعض حصہ یا پورا مہر اپنی مرضی سے معاف بھی کر سکتی ہے اور لے کر پھر اپنے شوہر کو ہبہ بھی کر سکتی ہے حالانکہ مہر عورت کا شوہر کے ذمے واجبی حق ہے لیکن شریعت نے اسے اختیار دیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عورت اپنی مرضی سے اپنے حقوق کلی یا جزوی طور پر چھوڑ سکتی ہے۔

- زوجین کے مابین کبھی کبھی لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور اختلافات بڑھ جاتے ہیں۔ شریعت کے ہدایات یہ ہیں کہ آپس کے اختلافات مٹانے اور اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لیے مصالحت کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

"وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"[17]

"اور اگر ایک عورت اپنے شوہر کے منہ پھیرنے یا دل بھر جانے سے ڈر جائے تو اگر یہ دونوں آپس میں (کسی بات پر) صلح کرے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اور صلح بہت بہتر ہے"۔

اس آیت کے تحت مفسرین کا اتفاق ہے کہ اگر شوہر کا دل اپنی بیوی سے کسی وجہ سے بھر جائے تو اگر وہ اپنے حقوق یعنی مہر و نفقہ وغیرہ میں سے کچھ چھوڑ کر اپنے خاوند کو راضی کرلے تو اس قسم کی مصالحت میں کسی پر بھی کوئی گناہ نہیں کیونکہ میاں بیوی میں اتفاق و اتحاد بہت اچھی چیز ہے۔ البتہ بلاوجہ بیویوں کو تنگ کرنا جائز نہیں۔

- ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ اس آیت کے تحت فرماتی ہیں:

"الرجل تكون عنده المرأة ليس بمستكثر منها، يريد أن يفارقها، فتقول: أجعلك من شأني في حل، فنزلت هذه الآية في ذلك"[18]

"یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی بیوی سے زیادہ محبت نہیں کرتا تھا اور اسے طلاق دینا چاہتا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہا: میں آپ کو اپنی طرف سے (حقوقِ واجبہ سے) آزاد کرتی ہوں"۔

- محمد بن مسلمہؓ کی بیٹی سیدنا رافع بن خدیجؓ کی نکاح میں تھی۔ تو بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے آپؓ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اسے طلاق دینا چاہا تو اس نے التجا کی کہ مجھے طلاق مت دو اور جتنا چاہو میری لیے وقت تقسیم کرو۔ اسی سے یہ عادت جاری ہوئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی[19]۔ اس جیسی اور روایات بھی ابن شیبہ نے اپنی مصنّف میں ذکر کی ہیں۔

زواج مسیار میں بھی عورت اپنے حقوق اپنی مرضی سے چھوڑتی ہے جو مندرجہ بالا آیت کریمہ کی رُو سے جائز ہے۔ لیکن یاد رہے عورت کو اپنے حقوق کی طرف کسی بھی وقت رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ (الفروق للقرافی: ۳۴۶)

- شریعت نے مرد کو صرف ایک شادی پر پابند نہیں کیا اگر ایک مرد عدل و انصاف برقرار رکھ سکتا ہو تو متعدد شادیوں کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ"[20]

"اور نکاح کرلو اُن عورتوں کے ساتھ جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار"۔

تعدد ازواج کی اجازت و اباحت میں زواج مسیار بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی اس کی ایک شکل ہے۔

نکاح کا عظیم ترین مقصد اپنے نفس کو حرام کاری اور بدکاری سے بچانا اور اپنے دین کی حفاظت کرنا ہے لیکن غربت، بھاری حق مہر اور شاہانہ اخراجات وغیرہ آڑے آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وأنكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم"[21]

"اور نکاح کرادو اُن کا جو تم میں سے رنڈوے (بے نکاح) ہیں۔ اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں۔ اگر وہ مفلس ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کشائش والا اور جاننے والا ہے"۔

نکاح مسیار میں بھی زوجین نکاح کے عظیم مقصد یعنی حفظ دین و نفس کو پاتا ہے اور حرام تعلقات اور خفیہ دوستیاں رکھنے سے بچ جاتے ہیں۔ اور اس زاویے سے اگر دیکھا جائے تو یہ ایک آسان اور بہترین حل بھی ہے کیونکہ اگر مرد و عورت غربت کی وجہ سے شادی نہ کرسکیں تو اُن کا رجحان منفی سرگرمیوں کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔

احادیث سے دلائل:

- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

"أن سودة بنت زمعة وهبت يومها لعائشة «وكان النبي صلى الله عليه وسلم يقسم لعائشة بيومها ويوم سودة"[22]

"ام المؤمنین سیدہ سودہؓ بنت زمعہ نے اپنا دن سیدہ عائشہؓ کو بخش دیا۔ (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ (کا معمول یہ رہا کہ) سیدہ عائشہؓ کو دو دن تقسیم میں دیتے تھے ایک (سیدہ عائشہؓ کا) اپنا اور دوسرا سیدہ سودہؓ کا"۔

اسی مضمون کے کئی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ سودہؓ بنت زمعہ کا اپنے شوہر رسول اللہ ﷺ کی خوشی کے لیے اپنا (ساتھ گذارنے کا) حق سیدہ عائشہؓ کو دینا اور آپ ﷺ کا اسے قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حقوق چھوڑنے کا حق رکھتی ہے۔

- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسأل في مرضه الذي مات فيه، يقول: «أين أنا غدا، أين أنا غدا» يريد يوم عائشة، فأذن له أزواجه يكون حيث شاء، فكان في بيت عائشة حتى مات عندها"[23]

"نبی کریم ﷺ اپنے مرض وصال میں بار بار استفسار کرتے، میں کل کہاں ہوں گا یعنی سیدہ عائشہؓ کی باری کب آئے گی۔ تو بقیہ ازواج مطہراتؓ نے آپ ﷺ کو اجازت دی کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں، وہاں رہیں۔ پھر آپ ﷺ سیدہ عائشہؓ کے حجرے میں رہے حتی کہ وہیں انتقال کر گئے"۔

شوہر کے ساتھ مساوی وقت گذارنا ہر عورت کا حق ہے۔ازواج مطہراتؓ کا آپ ﷺ کو اجازت دینا یا بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ کا اُن سے اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی اس حق کی مالک تھیں اور انہوں نے اپنی خوشی سے اس کو چھوڑ دیا۔

- عورت کے حقوق میں سے مہر، نان نفقہ، رہائش وغیرہ ہیں اور یہ اپنے حقوق کی مالکہ ہے اور ان میں مکمل تصرف کا حق رکھتی ہے۔ان تصرفات میں ابراء (یعنی شوہر کو بری الذمہ قرار دینا) بھی ہے۔کیونکہ یہ حقوق بطور عام اور حق مہر بطور خاص ایک قسم کا دَین ہے اور دَین دو طریقوں سے ساقط ہوتا ہے:

ا۔ادائیگی سے

۲۔ابراء سے (یعنی صاحبِ حق خود اپنا حق چھوڑ کر مدیون کو بری الذمہ قرار دے)

زواج مسیار میں بھی عورت اپنے حقوق سے شوہر کو بری الذمہ قرار دیتی ہے۔

- قواعد فقہیہ میں سے ایک قاعدہ ہے۔

"درء المفاسد أولی من جلب المنافع"[24]

"مفاسد کو دفع کرنا منافع کے حصول سے مقدم ہے"۔

اگر زواج مسیار کو ممنوع قرار دیا جائے تو شادی کی طاقت نہ رکھنے والوں کا رُخ کسی اور طرف مڑ جائے گا۔اور معاشرے میں زِنا، بے حیائی اور ناجائز تعلقات فروغ پائیں گے جو ایک عظیم فساد کی طرف دروازہ کھولنا ہے۔دوسری طرف شادی میں صرف ایک عورت کو مکمل حقوق حاصل ہونے کی منفعت حاصل ہوتی ہے۔زواج مسیار میں اگر عورت اپنے کچھ حقوق چھوڑتی ہے تو دوسری طرف فساد کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔اور فساد عام کا دفع کرنا اولیٰ اور مقدّم ہے منفعت شخصی سے۔

- شریعت اسلامی مفاسد کے حتی الامکان دفع کے لیے آیا ہے۔جب مفاسد عام ہو جائیں اور سب کا دفع کرنا ممکن ہی نہ رہے تو سب سے زیادہ فساد والے عمل سے بچنا چاہیے کیونکہ مقصود مفاسد کو ختم یا کم کرنا ہے۔جب دو نقصان دِہ کاموں میں سے ایک کا کرنا ضروری ہو جائے تو کم نقصان والے عمل کو ترجیح دی جائے گی۔فقہ کا قاعدہ ہے:

"یُختار أھون الشَّرین"[25]

"دو شر والے اعمال میں آسان ترین کو اختیار کیا جائے گا"۔

یہاں اس قاعدے کی تطبیق اس طرح ہے کہ کسی بھی عورت کے ساتھ نکاح بالکلیہ نہ کرنا ایک عظیم شر ہے اور زواج مسیار میں اگر عورت اپنے حقوق چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو یہ اُس کے مقابلے میں اتنی بات نہیں ہے۔لہٰذا اس کو اختیار کیا جائے گا۔

مانعین کے دلائل:

جو لوگ زواج مسیار کی حرمت یا کراہت کے قائل ہیں اُن کے دلائل یہ ہیں۔

- زواج مسیار مقاصدِ نکاح کے ساتھ منافی نکاح ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نکاح کے مقاصد بیان کرنے کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"[26]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تم میں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم اُن سے چین و سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے بیچ محبت و مہربانی پیدا کی"۔

نکاح کے ذریعے زوجین ایک دوسرے سے انس و محبت حاصل کرتے ہیں۔ مگر زواج مسیار صرف جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے کی جاتی ہے۔ کیونکہ اُن کے درمیان چین و سکون نہیں پایا جاتا۔ عورت ہر وقت خطرے میں رہتی ہے کہ کب مرد اپنی خواہش پوری کر کے طلاق دے دے گا۔

- قرآن کریم نے کامیاب مؤمنوں کے جو اوصاف بیان کیے ہیں اُن میں ایک یہ ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور باندیوں کے۔ آگے ارشاد ہے:

"فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُون"[27]

"پس جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا، وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں"۔

شرعی نکاح صرف ایک قسم کی ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی اقسام ہیں جیسے نکاح متعہ، نکاح مؤقّت، نکاح تحلیل اور نکاح مسیار وغیرہ سب اسی آیت کے تحت باطل ہیں۔ مفسرین نے جب اس آیت کے تحت نکاح متعہ کو باطل قرار دیا ہے[28] تو مسیار بطریق اولیٰ باطل ہے[29]۔

- شریعت اسلامی میں اگر ایک چیز بذات خود مباح ہو لیکن کسی حرام کے لیے ذریعہ بن رہا ہو تو وہ چیز بھی حرام ہو جاتی ہے۔ اس کو فقہا سدُّ الذرائع کہتے ہیں۔ نکاح مسیار میں کئی مفاسد ہیں:

1. بعض عورتیں نکاح مسیار کی آڑ میں ناجائز تعلقات استوار رکھیں گی اسی طرح بعض مرد بھی اس نکاح کے آڑ میں غیر محرم عورتوں کے ساتھ دوستیاں اور تعلقات قائم کریں گے۔
2. اس قسم کے نکاح میں اولاد کے حقوق ضائع ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ وہ اپنے باپ کی شفقت اور تربیت سے محروم رہتے ہیں اور مضبوط خاندانی نظام جو اسلامی معاشرے کی خصوصیات میں سے ہے درہم برہم ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔
3. اکثر ایسی نکاحیں خفیہ رکھی جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے جوڑے اور اُن کی اولاد کو لوگ شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
4. ایسی نکاح میں عورت کی تذلیل اور اہانت کی جاتی ہے۔

اسی لیے ان مفاسد سے بچنے کے لیے سدّ ذریعہ کے طور پر یہ نکاح بھی حرام ہے۔

- نکاح مسیار میں مرد کی حیثیت مخدوش ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"[30]

"مرد نگران ہیں بیویوں پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ اُنہوں نے اپنے مالوں میں سے (بیویوں پر) خرچ کیے ہیں"۔

اسی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مرد کو بیوی پر حاکم و نگران مقرر فرمایا ہے اس واسطے کہ وہ اپنی بیوی پر اپنا مال خرچ کرے گا۔ اگر مرد اپنا مال خرچ نہیں کرتا تو اس کی حاکمیت اور نگرانی کی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ نکاح مسیار میں عورت اپنے اوپر خود خرچ کرتی ہے اور شوہر اس کے خرچ سے آزاد ہوتا ہے۔ اور ایسے حالات میں عورت پھر اپنے شوہر کی بہت کم اطاعت کرتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کو خاطر میں بھی نہیں لاتی کہ کون گھر میں داخل ہوا اور کون باہر چلا گیا۔

- اس قسم کے نکاح میں عورت ذات کا استحصال ہوتا ہے کیونکہ مرد کی نظر میں صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے اور وہ اپنی جنسی خواہش کی تکمیل۔ اس کے علاوہ وہ اپنی بیوی کو پوچھتا بھی نہیں۔
- یہ نکاح زنا کے قریب قریب ہے کیونکہ اکثر اوقات مرد بیویوں کو حق مہر دینے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ اور خاندانی ذمہ داری سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں اسی وجہ سے اسے جس طرح نکاح کرنا آسان ہے طلاق دینا اس سے بھی زیادہ آسان لگتا ہے۔ اس کے ذریعے عورتیں مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائیں گی۔
- یہ نکاحیں عام طور پر خفیہ منعقد ہوتی ہیں اس لیے جائز نہیں ہیں کیونکہ حدیث میں نکاح کے اعلان و اظہار کا حکم ہے:

"أعلنوا النكاح"[31]

"نکاح کا اعلان کرو"۔

اسی وجہ سے نکاح سرّ (جس میں گواہوں کو نکاح خفیہ رکھنے کی وصیت کی جاتی ہے) مالکیہ کے نزدیک فاسد اور قابل فسخ ہے۔

"وفسخ موصىً بِكَتْمِ شُهُودٍ لِأَنَّ نِكَاحَ السِّرِّ هُوَ مَا أَوْصَى فِيهِ الزَّوْجُ الشُّهُودَ بِكَتْمِهِ عَنْ زَوْجَتِهِ أَوْ عَنْ جَمَاعَةٍ"[32]

"اور ایسی نکاح فسخ کی جائے گی جس میں گواہی چھپانے کی وصیت کی گئی ہو۔ کیونکہ نکاح السر میں شوہر گواہوں کو پہلی بیوی یا لوگوں سے گواہی چھپانے کی وصیت کرتا ہے"۔

- مشہور فقہی قاعدہ ہے:

"العبرة بالقصد والمعنى لا اللفظ والمبنى"[33]

"قصد اور نیت کی اعتبار کی جاتی ہے الفاظ کی نہیں"۔

اسی قاعدے کے تحت نکاح تحلیل بھی حرام ہے کیونکہ بظاہر تو اس نکاح میں بھی تمام ارکان و شروط پائے جاتے ہیں لیکن اعتبار نیت کی کی جاتی ہے الفاظ کی نہیں۔ مسیار بھی اسی وجہ سے جائز نہیں کیونکہ اس میں ایسے شروط جو عقد نکاح کے تقاضوں کے خلاف ہیں، پائے جاتے ہیں۔ اور یہ دراصل متعہ کی ایک قسم ہے۔ اور معاملات میں الفاظ سے زیادہ اہمیت اور اعتبار نیت اور مقصود کو دی جاتی ہے۔

مانعین کے دلائل سے جوابات:

1. زواج مسیار اگر صرف جنسی خواہش کی تکمیل ہی کے لیے کی جاتی ہے تو بھی کوئی ممانعت نہیں کیونکہ نکاح کی مشروعیت کے لیے دیگر اسباب کے لیے ایک سبب قضائے شہوت بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يا معشر الشباب، من استطاع الباءة فليتزوج، فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء"[34]

"اے نوجوانوں کے گروہ! (تم میں سے) جو کوئی نکاح کی (مشقت کی) طاقت رکھ سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہوں کو جھکانے والا اور دامنِ عفت کو محفوظ کرنے والا ہے۔ اور جو طاقت نہیں رکھتا تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے (کیونکہ) یہ شہوت کو قابو کرنے والی چیز ہے"۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"وفي بضع أحدكم صدقة، قالوا: يا رسول الله، أيأتي أحدنا شهوته ويكون له فيها أجر؟ قال: «أرأيتم لو وضعها في حرام أكان عليه فيها وزر؟ فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له أجر"[35]

"اور تمہارے شرم گاہوں میں بھی صدقہ ہے۔ (صحابہؓ کرام) نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ایک شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور پھر اسے اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: مجھے بتاؤ اگر وہ اسے حرام راستے سے پوری کرے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا؟ پس اسی طرح اگر حلال راستے سے شہوت پوری کرے تو اُسے اس پر بھی ثواب مل جائے گا"۔

پس اگر صرف جنسی خواہش مشروع طریقے سے پوری کرنے کے لیے نکاح کیا جائے تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

2. نکاح مسیار متذکرہ بالا آیت کے تحت داخل نہیں اور نہ ہی اسے نکاح متعہ، نکاح تحلیل وغیرہ پر قیاس کرنا جائز ہے۔ کیونکہ متعہ ایک معین مدت کے لیے ہوتا ہے اور مسیار میں دوام ہوتا ہے، نکاح تحلیل میں نکاح کی مقصدیت ہی فوت ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں نکاح کرنے والا پہلے شوہر کے لیے بیوی تک رسائی کے لیے ایک پُل کا کام کرتا ہے۔ اور جماع کے بعد بیوی کو چھوڑ دیتا ہے۔ نیز حدیث میں ایسے نکاح کرنے والوں پر لعنت آئی ہے اور نکاح مسیار بذات خود مقصود ہے اور زوجین کے درمیان باہمی مفاہمت کے ذریعے طے ہوتا ہے۔ نیز اس کے ذریعے طلاق یافتہ، بیوہ یا اُن عمر رسیدہ خواتین کی عفت و عصمت محفوظ ہو جاتی ہے۔

3. سد الذرائع والی دلیل خود اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح مسیار بذات خود مباح الاصل ہے لیکن چند عوارض کی وجہ سے اس کی ممانعت کی گئی ہے تو ان موانع کی وجہ سے بعض علماء اس کی کراہت کے قائل ہیں اور کراہت اور جواز دونوں ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔ نیز اگر اُن محظورات اور موانع سے اپنے آپ کو بچایا جائے تو پھر اس کی اباحت میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا۔

4. نکاح مسیار میں مرد کی حاکمیت ختم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن کریم نے اس کے لیے دو اسباب ذکر کیے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فوقیت دی ہے۔

۲۔ مرد عورت کے اوپر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

پہلا سبب تو بر قرار ہے اور دوسرا سبب بھی کیونکہ حق مہر کی ادائیگی مال خرچ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور اگر مال خرچ نہ بھی کرے تب بھی مرد کی حاکمیت کے لیے یہ ایک سبب بھی کافی ہے۔

5. نکاح مسیار خفیہ طور پر منعقد ہوتی ہے اور نکاح سر ممنوع ہے لیکن جس عقد میں زوجین، دو گواہ اور سرپرست موجود ہو وہ "خفیہ نکاح" کیسے کہلایا جائے گا۔ اور مالکیہ کے نزدیک بھی بعض حالات میں گواہوں کو نکاح کی گواہی چھپانے کی اجازت دی گئی ہے۔[36] نیز سرپرست اور گواہوں کی موجودگی سے نکاح کے اعلان اور اظہار کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

6. نکاح مسیار کا عقد باقاعدہ ارکان اور شروط نکاح کے ساتھ طے ہوتا ہے اس کا زنا کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں اور رہی بات طلاق دینے کی اور عورت کو کھلونا سمجھنے کی تو اس کا تعلق انسان کے اخلاق اور ایمان سے ہے۔ عادی نکاح میں بھی بعض مرد اپنی بیویوں پر کئی مظالم ڈھاتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق دیتے ہیں۔ جب تک ایمانی سطح بلند نہ ہو اور اچھے اخلاق پیدا نہ ہوں تب تک مرد ایسے مظالم ڈھاتے رہیں گے اور عورت مظلومیت کا رونا روتی رہے گی۔ اس کا تعلق زواج مسیار سے ہے نہ زواج عادی سے۔

7. نکاح مسیار جس طرح الفاظ سے ظاہر ہے کہ عقد نکاح ہے اسی طرح اس کی حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ اس میں نکاح کے تمام شروط پائے جاتے ہیں۔ یہ نکاح متعہ اور تحلیل سے بالکل الگ ہے۔ کیونکہ یہ دونوں مؤقّت اور غیر مقصود ہیں اور مسیار مؤبّد اور بذات خود مقصود ہے۔

علمی محاکمہ:

دونوں طرف کے دلائل کا بغور جائزہ لینے کے بعد قائلین کے دلائل مضبوط اور راجح معلوم ہوتے ہیں اور مسیار کی فی نفسہ اباحت کی طرف مشیر ہیں تاہم اگر مندرجہ ذیل موانع کا تدارک کیا جائے تو پھر اس کے جواز میں کوئی تردد باقی نہیں رہے گا۔

ا۔ نکاح مسیار میں نکاح کے ارکان و شروط متحقق ہوں اور زوجین کی نیت دوام کی ہو۔

ا۔ نکاح مسیار کو باقاعدہ نکاح عادی کی طرح رجسٹرڈ کیا جائے۔ اس سے ایک طرف تو زوجین کے بارے میں شک کا دروازہ بند ہو جائے گا تو دوسری طرف عورت کے حقوق اور اسی طرح اولاد کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے۔

۲۔ گواہوں پر گواہی چھپانے کی شرط پر پابندی عائد کی جائے۔ اور بہتر ہے کہ گواہ بھی اس عورت کے خاندان سے ہوں جس کے ساتھ نکاح منعقد کیا جاتا ہے۔

۳۔ عقد نکاح کے ساتھ یہ بات بھی لکھی جائے کہ عورت اگرچہ اپنے حقوق سے دست بردار ہوئی ہے لیکن کسی بھی وقت اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

نتائج:

- ✓ زواج مسیار مشروع نکاح کی ایک قسم اور جائز و مباح ہے۔
- ✓ نکاح مسیار اور نکاح متعہ، نکاح تحلیل وغیرہ کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ متعہ مؤقت اور تحلیل غیر مقصود جب کہ مسیار مؤبد اور مقصود ہے۔

- ✓ بعض علما اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے، لیکن جواز والوں کے دلائل قوی اور راجح ہیں۔
- ✓ نکاح مسیار عمر ڈھلنے والی خواتین اور کم وسائل رکھنے والے مردوں کے لیے ایک معقول حل ہے۔
- ✓ نکاح کو آسان تر بنایا جائے تو زنا اور ناجائز دوستیوں اور معاشقوں کے راستے مسدود ہو جائیں گے۔
- ✓ زوجین ایک دوسرے کے حقوق کے بارے میں تساہل سے کام نہ لیں نیز اولاد کی تربیت کا بطور خاص اہتمام کریں۔

حوالہ جات:

[1]۔ علامہ سمرقندیؒ فرماتے ہیں: "وفي الشرع فعبارة عن وجود ركن العقد مع شروطه" "نکاح شریعت میں شروط نکاح سمیت ارکانِ عقد کے وجود کا نام ہے۔" [تحفۃ الفقہاء، محمد بن احمد علاؤالدین السمرقندی، ۱۱۸:۲، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء]۔

[2]۔ سورۃ الفرقان ۲۵:۵۴۔

[3]۔ سورۃ الرعد ۱۳:۳۸۔

[4]۔ سورۃ الروم ۳۰:۲۱۔

[5]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷۔

[6]۔ ماخوذ از تفسیر ماجدی، عبد الماجد دریابادی: ۹۴، حاشیہ: ۲۷۶، پاک کمپنی رجسٹرڈ، ۱۷۔ اردو بازار لاہور، ۱۴۲۸ھ۔ ۲۰۰۷م۔

[7]۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب النکاح (۶۷)، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم (۳)، رقم الحدیث: ۵۰۶۶، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱م۔

[8]۔ سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۷۔

[9]۔ مسیار لفظ کتب لغت و معاجم میں کہیں نظر سے نہیں گذرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک عامی لفظ ہے اور سیر، مسیر سے ماخوذ ہے اور لوگ اسے "تسیار" بروزن تفعال بمعنی کثیر السیر، الرجل السیار استعمال کرتے ہیں۔[لسان العرب، ابن منظور الافریقی، ۴:۳۸۹، دار صادر۔ بیروت، ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۳م۔

[10]۔ زواج المسیار حقیقتہ وحکمہ، یوسف القرضاوی: ۴، مکتبۃ وہبۃ للطباعۃ والنشر۔ قاہرۃ، ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م۔

[11]۔ نفس مصدر: ۴۔

[12]۔ نکاح مسیار قسط دوم، ضیاء الرحمٰن چترالی، عارف انجم، روزنامہ "امّت" کراچی، دسمبر ۲۰۱۴ء۔

[13]۔ مسند احمد، احمد بن محمد بن حنبل، مسند النساء (۱۵)، مسند الصدیقۃ عائشۃ بنت الصدیق (۱)، رقم الحدیث: ۲۴۵۲۹، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ۔

[14]۔ سورۃ النساء ۳:۴۔

[15]۔ رد المحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی، ۳:۴۸، دار الفکر-بیروت، ۱۴۱۲ھ- - ۱۹۹۲م۔

[16]۔ سورۃ النساء ۴:۴۔

[17]۔ سورۃ النساء ۴:۱۲۸۔

[18]۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب التفسیر (۴۴)، باب وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا (۱۰۱)، رقم الحدیث: ۴۶۰۱۔

[19]۔ المصنَّف فی الاحادیث والآثار، ابو بکر بن ابی شیبۃ، کتاب النکاح (۹)، باب فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَتَقُولُ: اقْسِمْ لِي (۷۷)، رقم الحدیث: ۱۶۴۶۹، مکتبۃ الرشد۔ الریاض، ۱۴۰۹ھ۔

[20]۔ سورۃ النور ۲۴:۳۲۔

[21]۔ سورۃ النساء ۴:۳۔

22۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب التفسیر (۴۴)، باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا (۱۰۴)، رقم الحدیث: ۵۲۱۲۔

23۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل البخاری، کتاب ()، باب ()، رقم الحدیث: ،۔

24۔ القواعد الفقہیہ و تطبیقاتہا فی المذاہب الاربعۃ، محمد مصطفیٰ الزحیلی ۱:۲۳۸، دار الفکر۔ دمشق، ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء۔

25۔ نفس مصدر ۱:۲۲۶۔

26۔ سورۃ الروم ۳۰:۲۱۔

27۔ سورۃ المؤمنون ۲۳:۷۔

28۔ روح المعانی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الآلوسی، ۹:۲۱۱، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء۔

29۔ الزواج المسیار وحکمہ الشرعی، محمد طعمہ القضاۃ: ۲۰، الدلیل الالکترونی للقانون العربی، س ن۔

30۔ سورۃ الروم ۳۰:۲۱۔

31۔ مسند احمد، احمد بن محمد بن حنبل، مسند المدنیین (۸)، حدیث عبد اللہ بن الزبیر (۲)، رقم الحدیث: ۱۶۱۳۰۔

32۔ الشرح الکبیر علیٰ مختصر خلیل، الشیخ احمد بن محمد الدردیر، ۲:۲۳۶، دار الفکر، س ن۔

33۔ مسند احمد، احمد بن محمد بن حنبل، مسند المدنیین (۸)، حدیث عبد اللہ بن الزبیر (۲)، رقم الحدیث: ۱۶۱۳۰۔

34۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب النکاح (۴۶)، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم (۳)، رقم الحدیث: ۵۰۶۶۔

35۔ صحیح البخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب النکاح (۴۶)، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم (۳)، رقم الحدیث: ۵۰۶۶۔

36۔ الشرح الکبیر علیٰ مختصر خلیل، الشیخ احمد بن محمد الدردیر، ۲:۲۳۶۔